Tauseeq, Volume. 3, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v3i1.27
Received: 29-03-2022
Accepted: 22-04-2022
Published: 30-06-2022

انشائیہ میں طنزومزاح کامطالعہ

(A Study of Humor and Satire in Inshaeya)

ناہید اختر*

ABSTRACT

Inshaeya is a great example of modern prose.It is a genre of Urdu literature while Satire and Humor is a style of Literature.In Urdu Literature the word Inshaeya is used in the sence of the English word Light Essay .In Inshaeya, various occasions are observed in a light-hearted and interesting manner with freshness and gentleness while stying within the subject.In satire and Humor, laughter is stimulated through symbolism and good humor.The combination of the two frees the minds of readers of Urdu Literature from mental worry and gives them peace, contentment and happiness

Key Words: Humor- Satire - Literature – Symbolism - Gentleness

انشائیہ چندبرس کی بات نہیں رہی ،اسے اردو ادب میں پہچان ملے سات دہائیا ں ہونے کو ہیں۔انشائیہ انسانی ذہن کی تخلیق کا وہ رخ ہے جس کی بنیاد خیال ہے۔اس میں خیالات بدلتے رہتے ہیں اور ایک شگفتہ اور انوکھے نثری پیرائے میں وسعت پذیر ہوتے رہتے ہیں۔جب انسان نے مٹی پر انگلی سے پہلی لکیر کھینچی تب سے ادب کی ابتدا ہوئی۔ادب انسان کی سوچ اور تصور کا تحریری بیان ہے۔ادب کے موضوعات کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔لاتعداد اصنافِ ادب ہیں ، ہر صنف اپنے موجودہ سانچے کو توڑ کر ایک نئ صنف کو معرض وجود میں لاتی ہے۔ادب کی جامع تعریف اب تک ممکن نہیں ہو پائی۔کیونکہ ہر انسان دوسرے سے الگ فہم و فراست رکھتا ہے ۔ہر کوئی ادب کو اپنے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے۔یہی حال

* اسکالرپی ایچ۔ڈی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

اصنافِ ادب کا بھی ہے۔جس طرح ہر انسان کی شخصیت دوسروں سے الگ ہوتی ہے ،اسی طرح سوچ میں بھی فرق ہوتا ہے۔اسی فرق کی وجہ سے ادب کی اصناف کی تعریف بھی ایک دوسرے سے مماثلت نہیں رکھتی۔

تخیل کی قوت ہر انسان کے پاس ہوتی ہے۔انسان کی اب تک کی ترقی تخیل ہی کی بدولت ہوئی ہے۔انسان پہلے سوچتا ہے پھر اس سوچ کو تجربے کے ترازو میں تول کر، محنت کرکے اس سے کوئی نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ اپنے خیالات وتصورات کو کام میں لا کراس سے اپنی مرضی کا ادبی مواد حاصل کرنا آسان کام نہیں۔اس لیے کافی سارے لوگ ادبی ذہن رکھنے کے باوجود ادب کی دنیامیں ناکام ثابت ہوتے ہیں۔ انشائیہ خیالات وتصورات کے ذریعے زندگی سے رس کشید کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے۔یہ قاری کی ذہنی و جسمانی کیفیات کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔اس کے لیے مختصر اندازِ بیاں کو اپنایا جاتا ہے۔انشائیہ منفی سے مثبت کو نکالتا ہے اور مثبت کے اندر چھپے منفی تصورات کو منظرِ عام پر لاکر تبسم کو تحریک دیتا ہے۔

انشائیہ ایک ایسے دور میں سامنے آیا جب دیگر اصنافِ ادب اپنی جگہ مستحکم کر چکی تھی۔قصیدہ ،کہانی،ناول اور افسانے کو ان کی الگ حیثیت میں قبول کرنے میں نقادوں کو کوئی تامل نہیں۔البتہ انشائیہ کواپنی جگہ پہلے سے موجو د ادبی ارکان کی موجودگی میں اپنا مقام مستحکم کرنے کے لیے سالہا سال لگے۔دوسری اصنافِ ادب کی تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے بلاشبہ انشائیہ کو نسبتاً نئی صنفِ ادب کہا جا سکتا ہے۔انشائیہ کو عموماً مضمون سے منسوب کیا جاتا ہے جبکہ اس نے اپنا آپ بطور صنفِ ادب ثابت کیاہے۔انشائیہ کے لغوی معنی ہیں :

"ا۔انشا سے منسوب
۲۔نحو کی اصطلاح میں وہ جملہ جس میں سچ جھوٹ کا احتمال نہ ہو
۳۔غیر سنجیدہ مضمون۔"(ا)

عبارت لکھنا یا اپنی مرضی سے کوئی بات پیدا کرنا انشا کہلاتا ہے۔انشا کا تعلق انشائیہ سے جوڑنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان دونوں کو لکھنے والے ادیب اپنے موضوع کے اندر رہتے ہوئے اپنی مرضی کرنے میں آزاد ہوتا ہے۔فرق یہ ہے کہ انشا نثر کی ہر صنف کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ انشائیہ ایک مخصوص صنفِ ادب ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا کے

مطابق انشائیہ دیگر اصنافِ ادب کے درمیان اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنا سفر کامیابیوں کی طرف جاری رکھے ہوئے ہے۔انشائیے کی تعریف ڈاکٹر وزیر آغا ان الفاظ میں کرتے ہیں :

"انشائیہ اس صنفِ نثر کا نام ہے جس میں انشائیہ نگار اسلوب کی تازہ کاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اشیا یا مظاہر کے مخفی مفاہیم کو کچھ اس طور گرفت میں لیتا ہے کہ انسانی شعور اپنے مدار سے ایک قدم باہر آکر ایک نئے مدار کو وجود میں لانے میں کامیاب ہو جاتا ہے"۔(۲)

وزیر آغا انشائیہ میں اسلوب کی تازگی کے ساتھ ہر چیز کے نئے معنی و مفہوم کو کھوج نکالنے کے حق میں ہیں تبھی ایک مؤثر انشائیہ معرضِ وجود میں آتا ہے۔انشائیہ داستان ، ناول اور افسانہ کی طرح اردو ادب میں اپنی ایک مخصوص پہچان رکھتا ہے۔

اسی طرح انشائیہ مضمون سے نکلی ایک جدید صنفِ ادب ہے۔ادب کے حوالے سے انتخاب قاری خود کرتا ہے کہ اسے کیا پڑھنا ہے؟کب پڑھنا ہے؟اور کون سی صنفِ ادب اس کی طبع کے مطابق ہے۔یہ انتخاب شعوری نوعیت کا ہو یا لا شعوری ہو ،جب خوشی اور مسرت فراہم کرنے والے ادب کا انتخاب کیا جاتا ہے تو وہ خوشی ہی فراہم کرتا ہے اور جب سنجیدہ ادب کا انتخاب کیا جاتا ہے تو وہ سنجیدگی مہیا کرتا ہے۔انشائیہ ادب کی ایسی صنف ہے جو ہونٹوں پر مسکان لا کر تھکے ہوئے ذہنوں کو سکون فراہم کرتا ہے۔ہر انشائیہ کامیاب نہیں کہلایا جا سکتا کیونکہ انشائیہ کے عناصر کا تناسب نبھانا آسان امر نہیں۔اس میں لمبی تقاریر اور نصیحت آموز قصوں کا عمل دخل نہیں ہوتا ،نہ ہی کسی بھی موضوع پر تفصیلی بات کی جاتی ہے۔چند لمحات کے اندر اپنے موضوع کے اندر رہتے ہوئے کئی چیزیں زیرِ بحث لائی جاتی ہیں۔ایک بات سے دوسری بات کی طرف مُڑ جانا اس کی خوبی ہے۔

کامیاب انشائیہ نگار وہ ہوتا ہے جو لفظوں سے کھیلنا جانتا ہو ،بات سے بات نکالنے میں ماہر ہو ،مزاحیہ طرزِ ادا پر عبور رکھتاہو اور اپنی مسرت کو دوسروں کی مسرت میں تبدیل کرنے کا ہنر جانتا ہو۔یعنی انشائیہ نگار اپنے قاری کی اندرونی کیفیات کو تبدیل کرکے اس کا تزکیۂ نفس کرتا ہے۔کسی خوشگوار واقعے کو اپنے ذہن میں تازہ کرنا راحت میسر کرتا ہے اور کسی منفی سوچ کو اپنے ذہن میں جگہ دینا احساسات کو منفی رُخ دیتا ہے۔انشائیہ نگار اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف

مظاہر کو خفیف سے طنز کے ذریعے مزاحیہ بناتا ہے۔وہ اپنے تخیل کی طاقت سے ہر واقعے اور منظر میں مزاحیہ رنگ بھر کر قاری کے دل و دماغ سے منفی توانائی خارج کرکے اسے مُثبت توانائی سے بھر دیتا ہے۔ایسا کرتے ہوئے وہ طنز ومزاح کی مختلف اقسام سے اس طرح کام لیتا ہے کہ مزاح ایک کیفیت کی طرح پورے انشائیہ میں ہلکورے لیتا دکھائی دیتا ہے۔خوشی اور خوبصورتی انشائیہ میں کھنکتی ہوئی اپنی اشکال بدلتی رہتی ہیں۔فطرت کا تنوع اور کائنات کی متلون مزاجی انشائیہ کے جمالیاتی پہلوؤں کے نکھار کا سبب بنتے ہیں۔

انشائیہ شخصی انفرادیت کو ہلکے پھلکے انداز میں سامنے لاتا ہے ،اس لیے لطف و مزے سے بھر پور ہوتا ہے۔اسے معاشرے کے بوجھ کو اپنے اوپر لادنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔یہ سماجی اصول و ضوابط کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیتا۔دماغ کو دل پر حاوی ہونے سے انکاری ہے۔خارجی کیفیات کو داخلی اثرات کے زیرِ اثر لا کر فطرت کی رنگینیوں سے رنگ دینا اس کی عادت ہے۔جہاں تک انشائیہ کی اصطلاح کا تعلق ہے تو اختر اورینوی کے ایک دیباچے میں لفظ انشائیہ دکھائی دینے کی وجہ سے اس کو انشائیہ کی اصطلاح کا بانی کہا گیا۔ڈاکٹر بشیر سیفی اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں :

> "انشائیہ کی اصطلاح پہلے پہل اختر اورینوی کے اس دیباچہ میں نظر آتی ہے جو انہوں نے علی اکبر قاصد کی کتاب "ترنگ" کے لیے لکھا تھا۔یہ دیباچہ مضمون کی صورت میں ان کی کتاب "تحقیق و تنقید" میں شامل ہے۔"(۳)

انشائیہ کو انشا ،انشاپردازی،انشائے لطیف،نثرِ لطیف،لطیف پارہ یا خیالیہ کہا گیااور یہ نام انشائیہ کی صنف کے رواج پانے کے دوران تبدیل ہوتے رہے۔اردو ادب میں مشکور حسین یاد سے انشائیہ کی شروعات تسلیم کی گئی جبکہ وزیر آغا خاص طور سے اسی صنفِ ادب کو فروغ دینے کی وجہ سے انشائیہ کے سر خیل کہلائے۔

انشائیہ میں کسی ایک موضوع پر بات تسلسل کے ساتھ کرتے ہوئے کئی مختلف باتیں اس طرح جوڑی جاتی ہیں جو مربوط ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے الگ دکھائی دیتی ہیں۔اس میں جو تازگی و رعنائی پائی جاتی ہے وہ اسے دوسروں سے ممتاز کرتے ہوئے ایک الگ تشخص عطا کرتی ہے۔اس میں لطافت اور نزاکت کا ایک حسین امتزاج ،انشائیہ

نگار کے تخیل کی رنگینیاں بکھیرتا ہوا منظرعام پر آتا ہے اور چہار سو مسکراہٹیں لُٹاتاہوا اپنادیرپا تاثر قاری پر چھوڑتا ہوا،اس کے لیے سوچ کے نئے دروازے کھولتے ہوئے اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔جو تشنگی باقی رہ جاتی ہے قاری اسے اپنی سوچ و فکر کے حوالے سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔اس طرح انشائیہ ختم ہونے کے بعد بھی ذہن سے محو نہیں ہوتا اور آہستہ خرامی کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھتا ہے۔

انشائیہ نے خود کو دیگر اصنافِ ادب سے خوبیوں اور خاص طور سے اپنے لطافت بھرے انداز نگارش اور تصوراتی شگفتہ پیکر کی وجہ سے منفرد ثابت کیا ہے۔اس میں انشائیہ نگار کی شخصیت اور سوچ واضح طور پر منظرِعام پر آکر اسے شخصی خیالاتی تصویر کے طور پر سامنے لاتا ہے۔ انشائیہ تخیل کی جولانیوں کو آزادروی کے ساتھ شخصی نقطہ نظر کے ذریعے واضح کرتا ہے۔یہ افراد اور ان سے جڑے ہر احساس پر خندہ زن ہوتا ہے۔زندگی کے کسی بھی پہلو کو سامنے لاتا ہے۔ماضی،حال اور مستقبل کی تصویر مزاحیہ انداز میں پیش کرتا ہے۔مناظرِفطرت کو اپنا حصہ بناتا ہے۔سائنس پر ہنستا ہے اور مذہب کو ہلکی پھلکی تنقید کا نشانہ بناتاہے۔اس میں ایک لچک ہے اور اسی وجہ سے اسے کسی سانچے میں مقید کرنا ممکن نہیں۔

عمومی مزاج کے حوالے سے انشائیہ اور طنز ومزاح کی خصوصیات آپس میں خاصی میل کھاتی ہیں۔دونوں میں مزاحیہ انداز میں منظر کشی ہوتی ہے۔ادیب دنیا اور اس کے مظاہر کو مزاحیہ انداز میں سامنے لاتا ہے۔کبھی ماضی کو سامنے لا کر تو کبھی مستقبل کی تصویر کشی کرکے زمانہ حال میں ایک بھرپور تبسم والی کیفیت پیدا کرتا ہے۔طنزو مزاح ادب کی ایک بے لچک شکل ہے،ایک اسلوبِ ادب ہے جو کسی بھی صنفِ ادب میں اپنی جگہ بنا لیتی ہے جبکہ انشائیہ ایک ایسا صنفِ ادب ہے جوجمود سے دور ہے ۔ انشائیہ میں طنز کی صرف ہلکی سی جھلک ہوتی ہے جبکہ مزاح کا حصہ طنز سے تھوڑا ہی زیادہ ہوتا ہے۔انشائیہ میں طنزو مزاح کی موجودگی کے بارے میں ڈاکٹروزیر آغا کہتے ہیں :

> "اچھے انشائیہ میں طنز کبھی مقصودبالذات نہیں ہوتی بلکہ محض ایک سہارے کا کام دیتی ہے۔اسی طرح انشائیے کا خالق محض مزاح تک اپنی سعی کومحدود نہیں رکھتا کیونکہ مزاح سے سطحیت پیداہوتی ہے۔"(۴)

وزیر آغا کی بات اس حد تک درست ہے کہ طنز کو ایک حد تک رہنا چاہیے زیادہ طنز انشائیہ کی فضا کو زہریلا بنا دیتا ہے اور زیرِلب تبسم کی بجائے دِل میں نفرت پیدا کرنے کی وجہ بنتا ہے۔جہاں تک مزاح کا تعلق ہے تو مزاح انشائیہ

کی شکل بگاڑنے کے بجائے سنوارنے کا سبب بنتا ہے۔مزاح سے سطحیت تب پیدا ہوتی ہے جب مزاح حرکات یا فحش گوئی کے ذریعے واضح کیا جائے۔مزاح کا مقصد قاری کو مسرت سے روشناس کرانا ہے اور یہی انشائیہ کا بھی مقصد ہوتا ہے۔یہ اب مصنف پر منحصر ہے کہ وہ اپنے فن پارے میں طنز اور مزاح کا کتنا استعمال کرتا ہے اور اس کے ذریعے اپنی سوچ کے کس رخ کو سامنے لاتا ہے۔بہر طور اس سے یہ بات تو ثابت ہو ہی جاتی ہے کہ وزیر آغا انشائیہ میں طنز ومزاح کے استعمال کے مخالف نہیں بلکہ صرف اس کے بے حد استعمال کے مخالف ہیں۔اہم بات یہ ہے کہ انشائیہ تا حال ارتقائی مراحل میں ہے اور اس کی حتمی شکل میں آنے تک اس میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہیں گی۔ویسے بھی ادب میں کوئی بات حتمی نہیں ہوتی۔انشائیہ میں طنز و مزاح کے بارے میں ڈاکٹر سلام سندیلوی لکھتے ہیں :

> "انشائیہ میں طنزومزاح بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔انشائیہ میں طنزومزاح کی ایک خاص جگہ ہے کیوں کہ طنزومزاح کے ذریعے انشائیہ نگار ایک ذاتی اور انفرادی اسلوب اختیار کر سکتا ہے"(۵)

انشائیہ ایک وسیع معنی رکھنے والی صنفِ ادب ہے اس لیے اس کو صرف تازگی اور شگفتگی تک محدود نہیں رکھا جا سکتا۔اس میں لطف پیدا کرنے کے لیے طنزومزاح کا ہونا ناگزیر ہے تاکہ نہ صرف ہونٹوں پر تبسم آجائے بلکہ دل ایک خوشگوار احساس سے بھی بھر جائے اوراس کے ساتھ ہی انشائیہ نگار کا نقطہ نظر بھی واضح ہو جائے۔صلاح الدین حیدر کے طنزیہ انشائیوں کے مجموعے"حماقتیں میرے مقدر کی" کے مقدمہ میں عرش صدیقی اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں :

> "انشائیہ کی اصطلاح دراصل "شاعری" کے لفظ کی طرح ہے اور جس طرح "شاعری" اظہار کے کئی پیمانوں اورہیئتوں کا احاطہ کرتی ہے بالکل اسی طرح انشائیہ کی اصطلاح کا دامن بھی بہت وسیع ہے۔اس لیے اس لفظ کو اس کے تمام تر وسیع امکانات سے محروم کرکے صرف اور صرف ایک امکان میں محصور کر دینے کا کوئی جواز مجھے نظر نہیں آتا"(٦)

طنز ومزاح ادب کی ایک ایسی صفت ہے جو کسی بھی صنفِ ادب میں موجود ہو سکتی ہے۔طنز ومزاح میں رعایتِ لفظی، تضمین، محاورہ،ضرب المثل ،لفظی اُلٹ پھیر اور موازنہ وغیرہ سے کام لے کر ایک پر لطف ماحول بنایا جاتا ہے اس

طریقہ کار کو بذلہ سنجی (wit) کہا جاتا ہے۔مختصر الفاظ میں اپنی بات کہنا بذلہ سنجی کی خصوصیت ہے۔کسی بھی فن پارے میں مزاح ایک برقی رو کی طرح حرکت کرتا ہے اسے دوسری زبانوں میں کم وبیش اسی طرح ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔

اب یہاں بذلہ سنجی ،مزاح سے الگ مقام پر فائز نظر آتی ہے۔الفاظ کے مخصوص استعمال کی وجہ سے ترجمہ ہوتے ہوئے اس کی زبان اپنی نشتر جیسی تیزی کھو دیتی ہے اور نتیجے کے طور پر یہ مزاح کے حصول کے امکانات سے محروم رہ جاتی ہے۔بذلہ سنجی اپنی ان خوبیوں کے ساتھ انشائیہ میں شامل ہوتی ہے یوں طنز و مزاح اور انشائیہ کے درمیان پل کا کردار ادا کرتی ہے۔سید ضمیر جعفری ، سجاد حسین اور شفیق الرحمان مزاح نگار کہلاتے ہیں لیکن انہیں شاعر ، ناول نگار اور افسانہ نگار کے ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔اگر ہر صنفِ ادب میں طنزومزاح کی جگہ ہوتی ہے توپھر انشائیہ میں بھی اپنے لیے ایک مخصوص جگہ بنا نا اس کے لیے ناممکن نہیں۔طنز و مزاح کی کچھ اقسام انشائیہ کی خوبیوں کو اور اُجاگر کرتی ہیں۔ڈاکٹر اشفاق احمد ورک اور علی محمد خان نے طنز ومزاح کی ان اقسام کو متفقہ طور پر تسلیم کیا ہے:

> "طنزو مزاح کی بالعموم متعارف صورتیں مندرجہ ذیل ہیں : بذلہ سنجی، برجستگی، موازنہ و تضاد، تشبیہ، صورتِ واقعہ، مبالغہ ، ایہام، رعایتِ لفظی، ضلع جگت، کردار، فینٹسی، تحریف، ہجو، لفظی اُلٹ پھیر، پھبتی ، عُریانی، کایا کلپ، بلیغیات وغیرہ۔"(۷)

انہی میں سے زیادہ تر اقسام انشائیہ کی شگفتگی کو دوبالا کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہیں۔موازنہ و تضاد طنز و مزاح کا اہم حربہ ہونے کے ساتھ ساتھ انشائیہ کا بھی ایک اہم عنصر ہے۔اس میں دو چیزوں کا آپس میں خوبیوں اور خامیوں کے حوالے سے دلچسپ انداز میں تقابلی جائزہ لیا جاتا ہے۔یہ تقابلی جائزہ طنز ومزاح کا تاثر رکھنے کی وجہ سے ہنسی کو بیدار کرتا ہے۔یہ ہنسی زہرخند نہیں ہوتی بلکہ شگفتہ تاثر کے ساتھ اختتام پذیر ہوتی ہے۔قاری کا موازنے والی دونوں چیزوں سے اُنس بڑھ جاتا ہے۔اس طرح کا تازگی بھرا موازنہ قاری کو انشائیہ سے جوڑنے کا بھی سبب ہے کیونکہ انشائیہ کی دلفریبی میں اس کی وجہ سے کافی اضافہ ہو جاتا ہے۔

رعایتِ لفظی بھی بذلہ سنجی کا رکن ہونے کے ناتے طنزومزاح کا اہم حربہ ہے۔اپنی خصوصیات میں موازنہ سے قریب تر ہے۔اس میں الفاظ کو اس انداز سے استعمال کیا جاتا ہے کہ بیک وقت اس سے کئی مطالب اخذ کرنا ممکن ہوتا ہے۔انشائیہ میں رعایتِ لفظی اور لفظی اُلٹ پھیر سے کام لے کر مزاحیہ تاثر پیدا کیا جاتا ہے۔

انشائیہ میں موازنہ اور رعایتِ لفظی دونوں کے لیے اکثر و بیشتر کرداروں سے کام لیا جاتا ہے۔یہ کردار عام روِش سے ہٹ کر کوئی انوکھا زاویہ منظرِعام پر لاتے ہیں۔ان کی باتوں ، رویوں اور حرکات و سکنات میں موجود یکسانیت اور تضاد مزاح کو تحریک دیتا ہے۔کردار انشائیہ نگار کی تخلیقی صلاحیتوں کو کُھل کر سامنے لانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔جان دار اور بے جان دونوں اشیا،کرداروں کی صورت سامنے آکر، اپنا مدعا بیان کرتے وقت انشائیہ نگار کے تخیل کے کرشماتی تصویر بن جاتے ہیں۔

تحریف طنز ومزاح کا اہم حربہ ہونے کے ساتھ انشائیہ میں بھی مستحکم مقام رکھتا ہے۔اسے پیروڈی کے نام سے بھی جاناجاتا ہے۔تحریف نگارکسی واقعے یا تصنیف کی نقالی کے ذریعے ایسی تصویر بناتا ہے جو خامیاں سامنے لاتے ہوئے ہنسی کو متحرک کرتا ہے۔تحریف کے ذریعے تضحیک بھی کی جاتی ہے اور اسے تعریف کی شکل میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے ذریعے تہذیب و ثقافت کے علاوہ اپنے عہد سے جڑی اشیا اور مظاہر پر طنز کرتے ہوئے ان میں موجود ناہمواریوں کو تمسخر کا نشانہ بنا یاجاتا ہے۔اس طرح مزاح پیدا ہو کر ادب پارے کو ایک لطیف شکل عطا کرتا ہے۔انشائیہ میں تحریف کا استعمال اس میں موجود نزاکت و لطافت کو مزید بڑھاتا ہے۔تحریف کے دوران پرانے واقعات کو ایک نئ شکل میں پیش کرنا اور اس میں سے نئے نکتے نکالنا انشائیہ نگار کے تخیل کی پرواز کو واضح کرتا ہے۔انشائیہ میں تحریف کے دوران تاریخی اور موجودہ حالات وواقعات اور کہانیاں نئ صورت میں منظرِ عام پر آ کر خوشگواراحساس کو فروغ دیتی ہیں اور مسکراہٹ کا سبب بنتی ہیں۔

اسی طرح طنز ومزاح اور انشائیہ کی خصوصیات بھی آپس میں ملتی جُلتی ہیں۔انشائیہ میں اگر ہنسی ہے،اختصار ہے،خیالات کا بہاؤ ہے ،منظرنگاری ہے اور واقعات کا بیان ہے تو یہی چیزیں دیگر اصنافِ ادب میں بھی موجودہیں۔دیگر اصنافِ ادب میں ان تمام چیزوں کو طنزومزاح کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے تو یہی کام اس سے انشائیہ میں بھی لینا کچھ

مشکل نہیں۔انشائیہ میں طنز اور مزاح کو گھٹا یا بڑھا کر اپنا الگ اندازِبیاں بنانا ادیبوں کے لیے ایک مثبت قدم ہے۔یاد رہے کہ طنزومزاح انشائیہ کا کُل نہیں بلکہ اسے بطور ایک جزو کے استعمال کیا جاتا ہے تاکہ انشائیہ محض طنزیہ ومزاحیہ مضمون بن کر نہ رہ جائے۔ایسے محقق جو مزاح کو انشائیہ کا لازمی عنصر سمجھتے ہیں ان سے اتفاق کرنا طنزیہ و مزاحیہ مضمون کو ادب سے ختم کرنے کے مترادف ہے۔کیوں کہ مزاح کی چند اقسام جیسے جگت بازی، پھکڑ پن ،ہجو، پھبتی اور عُریانی وغیرہ تو انشائیہ کے اسلوب کے لیے موت کے مترادف ہیں۔ڈاکٹر بشیر سیفی اس سلسلے میں لکھتے ہیں :

> "انشائیہ میں بھی طنزومزاح کے اوصاف سے کام لیا جا سکتا ہے تاہم انشائیہ کو طنزیہ ومزاحیہ مضمون کے مترادف نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ طنزیہ اور مزاحیہ مضمون میں طنز ومزاح کا ہونا ناگذیر ہے جبکہ انشائیہ میں طنزو مزاح کا ہونا ضروری نہیں۔اگر انشائیہ کے لیے طنزومزاح کولازمی قرار دیا جائے تو انشائیہ اور طنزیہ ومزاحیہ مضمون میں کوئی حدِفاصل نہیں رہے گی" (۸)

انشائیہ اور طنزیہ ومزاحیہ مضمون کو جو چیز ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے وہ ان دونوں میں موجود "ارادی کیفیت" ہے۔ادیب طنزومزاح ،خامیوں کو سامنے لانے، کجیوں پر قہقہے لگانے اور کوتاہیوں پر نشتر چلانے کے ارادے سے لکھتا ہے جبکہ انشائیہ نگار ہونٹوں پر ایک ہلکا سا تبسم لانے کے ارادے سے لکھتا ہے۔انشائیہ نگار قاری کو لطف دلانے کے لیے تھوڑی دیر کے لیے اسے ایک انجانی دنیا کی سیر کراتا ہے۔کسی واعظ یا ناصح کی بجائے وہ قاری کاایک ایسا دوست بن جاتا ہے جوکسی مشفق بزرگ کی طرح اس کی انگلی پکڑ کر اسے مختلف جگہوں کی سیر کراتا ہے لیکن مشاہدہ اور نتیجہ قاری کا اپنا ہوتا ہے۔

انشائیہ کی زبان شگفتہ اور ہلکی پھلکی ہوتی ہے جبکہ طنز ومزاح کی زبان عموماً تیز اور تیکھی ہوتی ہے۔عموماً طنز کی نشتریت کو مزاح کی خندہ بیانی ڈھانپ لیتی ہے۔طنز کی زیادتی مزاح کے حسن میں بھی بگاڑ پیدا کر دیتی ہے۔اب یہاں پر ادیب کی مہارت سامنے آتی ہے کہ وہ کیسے انشائیہ کے اسلوب کے ساتھ جڑے رہنے کے لیے طنز ومزاح کے تند و تلخ لہجے کو تبدیل کرتا ہے تاکہ انشائیہ کی شگفتہ بیانی پر حرف نہ آئے اور طنز ومزاح اعتدال میں رہے۔

لطیف پیرائے میں بات کرنا طنزومزاح اور انشائیہ دونوں کے اسلوب میں موجود ہے۔بات کہنے کی یہی نزاکت و لطافت انشائیہ کو یکسانیت اور بوریت سے دور رکھتی ہے۔اسی طرح دونوں خیال اور واقعے کی مناسبت سے انسان کو فکر و پریشانی سے چھٹکارا دلاتے ہیں۔خیال اور واقعے کی مناسبت سے جو مزاح پیدا ہوتا ہے وہ انسان کو مسکرانے اور ہنسنے پر مجبور کرتا ہے۔معیاری مزاح اسے مانا جاتا ہے کہ جس کے دوران کسی انسان کی دل آزاری نہ ہو۔ایک انسان کا دکھ دوسروں کے دل میں ہمدردی کا جذبہ جگاتا ہے۔جب انسان میں رحم و ہمدردی کے جذبات پیدا ہوں تو مزاح خود بہ خود مر جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی شگفتگی اور خوشی کا عنصر بھی ختم ہو جاتا ہے۔اس لیے انشائیہ میں طنز و مزاح کو نبھانا اور اس کا ہلکا پھلکا پُر تبسم روپ قائم رکھنا انشائیہ نگار کی شخصیت کا تاثر قائم کرنے اور بطور انشائیہ نگار اس کی پہچان مستحکم کرنے میں بنیادی درجہ رکھتے ہیں۔واقعات کا تاثر اور تجربے کا انوکھا پن انشائیہ میں موجود ہو تو مزاح ابھر کر سامنے آتا ہے:

> "انشائیہ ذہنی اپج ہے لیکن ہر ذہنی اپج انشائیہ نہیں بن سکتی اس لیے کہ محض فکر کافی نہیں اس کے ساتھ ذکر بھی درکار ہے۔انشائیہ کے اسلوب میں فلسفہ، تنقید اور ادب کے تمام شعبے جیسے طنز، تعریض، مزاح بھی شامل ہیں اور ایک دوسرے میں خلط ملط نظر آتے ہیں۔"(۹)

طنز ومزاح میں ایک برجستگی اور روانی ہوتی ہے انہی دو چیزوں کی ضرورت انشائیہ میں بھی ہے کہ اختصار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، پھیلاؤ سے خود کو بچا کر ایسے الفاظ میں بات بیان کی جائے جو نفاست ولطافت میں اپنی مثال آپ ہوں اور جو قاری کو آغاز سے اختتام تک اپنی گرفت میں لیے رکھیں۔طنز نگار اور مزاح نگار انشائیہ کے اسلوب سے ہٹ کر اس میں کچھ استعمال نہیں کرسکتے لیکن یہ عنصر غالب ہو تو وہی نگارش انشائے لطیف کہلاتی ہے اور اپنا منفرد مقام رکھتی ہے۔طنزومزاح تھیٹر میں دکھایا جائے یا فلم میں، اس میں ہر طرح کی بامعنی اور بے معنی گفتگو کے ذریعے ہنسی کو تحریک دی جاسکتی ہے جبکہ انشائیہ میں ایک خاص رکھ رکھاؤ کا مظاہرہ کرتے ہوئے مزاح شامل کیا جاتا ہے۔رکیک اور گھٹیا الفاظ سے اجتناب کرنا اور سلاست وروانی کے ساتھ اپنی بات قاری تک پہنچانا انشائیہ کی وہ خوبی ہے جس کی وجہ سے اس کے پڑھنے اور پسند کرنے والوں کا حلقہ دن بہ دن بڑھ رہا ہے۔

موضوع کے حوالے سے انشائیہ اور طنز ومزاح دونوں میں موضوع کو ایک نئے زاویے سے دیکھا اور بیان کیا جاتا ہے، سچائیوں اور حقیقتوں پر ملمع لگا کر پیش کیا جاتا ہے، خوبصورتیوں کو پیش منظر میں لاکر بدصورتیوں کو پس منظر میں

رکھا جاتا ہے۔اس طرح ثابت ہوا کہ بلا شبہ دونوں میں کافی یکسانیت دکھائی دیتی ہے۔طنز و مزاح انشائیہ کا حصہ بن سکتے ہیں لیکن ان کو انشائیہ کا لازمی عنصر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ایسا کرنے سے طنزیہ و مزاحیہ مضمون اور انشائیہ کا فرق مٹ جانے کا خدشہ موجود ہے۔طنز ومزاح کو انشائیہ کی ضرورت اس لیے ہے کہ یہ اسلوبِ ادب ہے صنفِ ادب نہیں پس اگر ہر صنفِ ادب میں یہ موجود ہے تو پھرانشائیہ میں کیوں نہیں ؟ جبکہ انشائیہ کو طنزو مزاح کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ اس کی شگفتگی اور لطافت دوبالا ہو جائے۔مسکراہٹ کے ساتھ ہنسی مل جائے تو کیا مضائقہ ہے۔

حوالہ جات

1. امین بھٹی الحاج محمد،اظہر الغات(جامع)،اظہر پبلشرز،اردو بازار،لاہور،۲۰۱۰ء،ص ۱۱۱
2. وزیر آغا،ڈاکٹر،انشائیہ کے خدوخال،مکتبہ جامعہ لمیٹڈ،نئی دہلی،۲۰۱۲ء،ص ۵۰
3. بشیر سیفی،ڈاکٹر،اردو میں انشائیہ نگاری،نذیر سنز پبلشرز،لاہور،۲۰۱۳ء،ص ۴۹
4. وزیر آغاڈاکٹر بحوالہ فرمان فتح پوری،اردو نثر کا فنی ارتقا،گنج شکر پریس،لاہور،۲۰۱۴ء،ص ۲۳۳
5. سلام سندیلوی،ڈاکٹر،ادب کا تنقیدی مطالعہ،،میری لائبریری،لاہور،۱۹۷۱ء،ص ۲۰۷
6. صلاح الدین حیدر،حماقتیں میرے مقدر کی،کاروانِ ادب،ملتان،۱۹۷۸ء،ص ۱۱
7. اشفاق احمد ورک،علی محمد خاں،ڈاکٹر،اصنافِ نظم ونثر،الفیصل ناشران،لاہور،۲۰۱۴ء ص ۲۸۰
8. بشیر سیفی،ڈاکٹر،اردو میں انشائیہ نگاری،نذیر سنز پبلشرز،لاہور،۲۰۱۳ء،ص ۱۱۳
9. عبدالغفور،خواجہ،طنزومزاح کا تنقیدی جائزہ،نعمانی پریس،دہلی،۱۹۸۳ء،ص ۲۵

Refrences

1. Ameen Bhatti Alhaaj Muhammad ,Azhar ul Lughat,Jamee, Azhar publishers ,Urdu bazar,Lahor,2010,P111
2. Wazeer Agha,Dr.Inshaia ky KHadoKhal,Maktaba Jamea Limitd,Nai Dehli,2012,P50.
3. Basheer Saifi,Dr.Urdu Main Inshia Negari,Nazeer Sons Publishers,Lahor,2013,P49.
4. Wazeer Agha,Dr.Bahawala Farman Fatah Pori,Urdu Nasar Ka fani Irteqa,Ganj Shakar Press, Lahor,2014,P233

5. Salam Sandeelwi ,Dr.Adab Ka Tnqeedi Mutalea,Mairi Laiberary ,Lahor,1971,P207.
6. Salah ud Deen Haidar ,Hemaqaten Mairy Muqadar ki,Karwan e Adab, Multan ,1978,P11
7. Ashfaq Ahmad Werak,Ali Muhammad Khan ,Dr.Asnaf e Nazm o Nasar ,Alfaisal Nasheran, Lahor,2014,P280
8. Basheer Saifi ,Dr.Urdu Main Inshaea Negari,Nazeer Sons Publishers,Lahor,2013,P113
9. Abdul Ghafoor, Khwaja, Tanz o Muzah ka tnqeedi jeyza, Nomani Press, Dehli , 1983,P25